رَبِّ اشْرَحْ لِی صَدْرِی ۙ وَیَسِّرْ لِیٓ اَمْرِی ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِی ۙ یَفْقَهُوا قَوْلِی ۝

مرثیہ

مولائے کائنات امام علی

حضرت بی بی فاطمہ

سوزخوان
سید محمدعلی نقوی برادران
0333-2226383

www.facebook.com/soazkhwanee
www.facebook.com/soazkhuan

برائے ایصالِ ثواب

علامہ رشید ترابی، علامہ طالب جوہری، علامہ ضمیر اختر نقوی، میر انیس، مرزا دبیر، سوزخواں حسن عابد جعفری، سوزخواں عظیم الحسن، مولانا محمد عون نقوی، مولانا غلام حسنین رضوی، علامہ عرفان حیدر عابدی، محسن نقوی شہید، سید الطاف حسین نقوی ابن امیر حسین، امام النساء بنت رحمت علی، تیغ علی رضوی ابن سیف علی رضوی، سید ابرار حسین نقوی ابن سید الطاف حسین نقوی، کنیز فاطمہ بنت سید تیغ علی رضوی، سیدہ نثار فاطمہ بنت سید ابرار حسین نقوی، نقی مہدی رضوی ابن طاہر حسین رضوی، سید طاہر حسین رضوی ابن ظفر حسین رضوی، سید اشفاق حسین نقوی ابن ابرار حسین نقوی، برکت حسین رضوی ابن محمد رضا رضوی، آفتاب حیدر زیدی ابن زاہد حسین زیدی، تہور علی ابن تیغ علی، حیدر اشرف، صفدر اشرف، اصغر اشرف ابن تہور علی، اشرف النساء، قمر النساء، اعجاز حسین ابن اقبال حسین، اقبال حسین ابن الطاف حسین، اختر عباس رضوی، سید ضیغم عباس رضوی، سید علمدار حسین زیدی، عذرہ بنت شاکر حسین، کلثوم بانو بنت تیغ علی، شہر بانو بنتِ تیغ علی، قمر النساء بنت الطاف حسین، سید آل نبی کاظمی ابن سید شمشاد علی کاظمی، بہار فاطمہ بنت زوار حسین، سیدہ شمیم فاطمہ بنت سید آلِ نبی کاظمی، سید آل احمد کاظمی ابن سید آل نبی کاظمی، بنی بنت کامدار خان، زاہدہ بنت مومن علی، ہاشمی بنت شمشاد علی، سید بشارت حسین بلگرامی، سیدہ انیس فاطمہ، وزارت حسین بلگرامی، بنی فاطمہ، سید زوار حسین ابن ضمیر الحسن، ساجدہ بانو بنت محمد عسکری، صادق حسین ابن مرتضیٰ حسین، زاہدہ بنت مومن علی، اختری بنت نثار حسین، بابو بھائی، سعید کاظمی، سید ابوالحسن بلگرامی، سیدہ شان فاطمہ، حسن باقر بلگرامی، مسلم بلگرامی، ابن حسن کربلائی، سید انتظار حسین جعفری، حاجی مطلوب حسین، امداد حیدر نقوی، سیدہ خاتون، سیدہ نایاب بانو، سید انصار حسین نقوی، سبطِ حسن کاظمی، نفیس فاطمہ، تسنیم کوثر، سید حسن حیدر کاظمی، الحاج ناصر عباس بنگش، حبیب رضی جعفری، قیصر حسین زیدی، نذر فاطمہ، حکیم مسلم عباس، حسن عسکری، طلعت فاطمہ و کل مومنین و مومنات ، جن و انس، محبان اہلبیتؑ و شیعان حیدر کرار

اے عاشقانِ حیدرؑ صفدر بکا کرو

آقا کا اپنے حقِ محبت ادا کرو
رونے میں تم شراکتِ خیرالوراؑ کرو
جی بھر کے آج ماتمِ شیرِ خدا کرو

جب بیسویں کا دن بھی تڑپ کر ہوا تمام
اُم البنینؑ سے چونک کے کہنے لگے امامؑ
دو دن سے آہ سب میرے بچے ہیں بے طعام
فاقے میں اُن پہ گزرے گی کیا آج کی بھی شام

رخصت ہے روزہ داروں سے ماہِ صیام کی
یہ آخری ہے مجلسِ ماتم امامؑ کی

اچھا ہوں اب تو میں یہ عبث بیقرار ہیں
کھانا انہیں کھلاؤ کہ سب روزہ دار ہیں

بولے حسینؑ اپنے سے ہاتھوں کو جوڑ کر
سب کھائیں پھر جو آپ تناول کریں اگر
فرمایا رزق اٹھ گیا مجبور ہے پدر
پانی بھی اب گلے سے اترتا نہیں پسر

غش کر گئے یہ کہکے شہنشاہِ خوش خصال
طاری تھا ضعف حیدرِ کرار پر کمال
آیا میانِ نزع جو فرزندوں کا خیال
آنکھوں کو کھول کر یہ حسنؑ سے کیا مقال

دعوت نبیؐ کی آج ہے گھر میں اللہ کے
روزہ کھلے گا ساتھ رسالت پناہؐ کے

کلثومؑ کو نہ بھولیو زنہار اے حسنؑ
اس دُکھ زدہ بہن سے خبردار اے حسنؑ

یہ دیکھ کر حسینؑ کا منہ یوں کیا کلام
عباسؑ کا کوئی نہیں گر ہم ہوئے تمام
ہاتھ اُس کا اپنے ہاتھ میں بیٹا حسینؑ تھام
یہ ہاتھ آئینگے بخدا کربلا میں کام
جب تو بلا کے دشت میں پانی نہ پائے گا
بچوں کی تیرے پیاس میں یہ کام آئیگا

زینبؑ پکاری پیٹ کے با حالتِ تباہ
قربان جاؤں مجھ کو نہ سونپا کسی کو آہ
کھاؤنگی ٹھوکریں یہ جہاں کی خدا گواہ
بے وارثی نہ مجھ کو بناؤ بچے اللہ
رو کر کہا علیؑ نے عبث شورشین ہے
تجھ غم زدہ کا کون سوائے حسینؑ ہے

اُس کے لئے سہے گی نہ تو کونسی جفا
خیمے سے نکلے گی تو بصد غم برہنہ پا
نامحرموں میں اسکے لئے ہوگی بے ردا
اُسکے لئے رسن میں تو بندھوائیگی گلا
ہو کر اسیر جائیگی زندانِ شام میں
اسکے لئے پھریگی تو بلوائے عام میں

چُپ ہوگئے یہ کہہ کے شہنشاہِ کائنات
سمجھے یہ سب کہ غش میں ہیں شاہِ نکو صفات
جس وقت باقی رہ گئی کچھ کم گھڑی وہ رات
تیغِ اجل نے قطع کیا رشتۂ حیات
تڑکا تھا نور کا کہ سفر کرگئے علیؑ
سب شیعہ بے امام ہوئے مرگئے علیؑ

اے حیدریو رحلتِ حیدرؑ کی یہ شب ہے
لو مومنو تم ہوگئے بے وارث و والی
بیوارثی آلِ پیمبرؐ کی یہ شب ہے
لو دوستو ہے تم سے وداعِ شہِ عالی
اے ماتمیو روؤ کہ محشر کی یہ شب ہے
کل صبح کو چلائیں گے حیدرؑ کے موالی
لو واقعہ فاتحِ خیبر کی یہ شب ہے
آج احمدِ مختارؐ کی مسند ہوئی خالی

کل مومنوں کے سر سے ید اللہ اٹھے گا
ٹکڑے کئے زہراؑ نے گریبان کفن کے
تابوتِ جنابِ اسد اللہ اٹھے گا
کوئی نہ رہا سر پہ حسینؑ اور حسنؑ کے

مسجد میں ستمگار نے کعبے کو گرایا
اب واقعہ شیرِ خدا کرتا ہوں تحریر
بے قدر شب قدر کا کچھ دھیان نہ لایا
قاتل کو پکڑ لائے جو ہیں شبرؑ و شبیرؑ
محراب میں قندیلِ امامت کو بجھایا
مشکیں تھیں بندھی کانپتا تھا خوف سے بے پیر
سیدانیوں کو عید کے نزدیک رلایا
لعنت کیطرح تیغ تھی قاتل کے گلوگیر

دردا شہِ لولاک کے داماد کو مارا
رحم آگیا ظالم کے لرزنے پہ علیؑ کو
فریاد کہ جبریل کے استاد کو مارا
فرمایا میرے آگے سے سرکاؤ شقی کو

جب لے چلے قاتل کو تو بولے شہِ ابرار　　کہتا تو وہ کیا تھا پہ خجل ہوگیا گمراہ
یہ دشمنی شیرِ خدا اے سگِ مکار　　اللہ رے کرم بیٹوں سے فرمانے لگے شاہؑ
اس ماہِ مبارک میں کیا ظلم جفاکار　　مشکیں مرے قاتل کی تم اب کھولدو للہ
کیا تیری امامت کا علیؑ تھا نہ سزاوار　　یہ بھی تو میری عقدہ کشائی سے ہو آگاہ

کی شرم نہ محبوبِ خدا سے نہ خدا سے　　کھلوائے یداللہ نے جلاد کے بازو
لے دیکھ یہ روتے ہیں پیمبرؐ کے نواسے　　ہیہات بندھے رسی میں سجادؑ کے بازو

تھا ساتھ لعیں مسجدِ کوفہ سے سراسر　　عباسؑ سے حیدرؑ نے کہا چپکے سے جاؤ
گھر لے چلے سبطینِ نبیؐ شہؑ کو اٹھا کر　　ہاں فاطمہؑ کی بیٹی کو ڈیوڑھی سے ہٹاؤ
تھے گرد تو اس لاش کے سب شیعہء حیدرؑ　　سمجھاؤ کہ بس عرشِ خدا کو نہ ہلاؤ
فرزند یتیم آگے تھے سر ننگے برابر　　رہگیروں کو آواز نہ رونے کی سناؤ

زینبؑ پہ یتیمی کی مصیبت جو پڑی تھی　　اک وقت یہ تھا ایک وہ آفت کی گھڑی تھی
چلاتی تھی سر پیٹتی تھی در پہ کھڑی تھی　　رن میں یہی زینبؑ تھی کہ سر ننگے کھڑی تھی

القصہ شبِ بست و یکم جب ہوئی پیدا
سب اہل وعیال اپنے علیؑ نے کئے یکجا
پھر دستِ حسنؑ میں دیا ہاتھ اور کہا بیٹا
ان کو تمہیں سونپا تمہیں اللہ کو سونپا

گو حادثہ ہے خواہشِ تقدیر سے ہونا
پر تم نہیں غافل میرے شبیرؑ سے ہونا

یہ کہتے ہی بےچین ہوئے حیدرِ کرارؑ
شبیرؑ کی غربت پہ جگر ہوگیا افگار
اک سمت سے اتنے میں سنا نوحی کئی بار
لیٹے تھے یہ اٹھ بیٹھے یہ کرتے ہوئے گفتار

کس درد رسیدہ کی یہ فریاد و بکا ہے
یہ تو میرے عباسؑ کے رونے کی صدا ہے

سب بولے وہی روتا ہے یہ کہکے بصد یاس
بابا بھی مجھے بھولے تو اب کسکی رکھوں آس
سونپا نہ حسنؑ کو مجھے کم رتبہ تھا عباسؑ
اب آج سے بیٹھوں گا نہ میں بھائیوں کے پاس

ہم صورت و ہم شانِ شہِ قلعہ شکن تھا
کیا میں نہ سزاوارِ غلامیءِ حسنؑ تھا

روکر کہا مولا نے عبث اسکو ہے وسواس
کیوں کیوں میرا عباسؑ نہیں آتا میرے پاس
یہ سن کے پھرے سر کو جھکائے ہوئے عباسؑ
اور باندھ کے ہاتھوں کو یہ کی عرض بصد یاس

وہ درد ہے مجھکو کہ افاقہ نہیں بابا
ان سب کا ہے آقا میرا آقا نہیں بابا

فرمایا علیؑ نے کہ رو اے میرے دلدار　　پھر رو کے کہا راضیء تقدیر کو لاؤ
کیوں روتے ہو جیتا ہے ابھی حیدرِ کرارؑ　　مظلوم کو لاؤ شہِ دلگیر کو لاؤ
بے وارث و والی تمھیں چھوڑونگا نہ زنہار　　شمع لحدِ صاحبِ تطہیر کو لاؤ
لو دولتِ کونین تمھیں دیتا ہے غفار　　شبیرؑ کو لاؤ میرے شبیرؑ کو لاؤ

اللہ سلامت رکھے مولا کو تمہارے　　لاؤ اسے آفت کا فلک جس پہ گرے گا
روٹھو نہ بلاتا ہوں میں آقا کو تمہارے　　سر جس کا اسی کوفے میں نیزے پہ پھریگا

شبیرؑ جو آئے تو کہا ہاتھوں کو پھیلاؤ　　یہ کہتے ہی عباسؑ سے غش کر گئے حیدرؑ
بیٹا میرے عباسؑ کو تم سینے سے لپٹاؤ　　اور جانبِ اللہ و پیمبرؐ گئے حیدرؑ
عباسؑ سے فرمایا کہ تم قدموں پہ جھک جاؤ　　دیدار کے پیاسے لبِ کوثر گئے حیدرؑ
پا بوسیء سردار کے آداب بجالاؤ　　حیدرؑ کے پسر رونے لگے مر گئے حیدرؑ

شبیرؑ میرا فخر ہے زہراؑ کا شرف ہے　　غل پڑ گیا شاہنشہِ ذی جاہ سدھارے
تو میرا خلف ہے یہ پیمبرؐ کا خلف ہے　　جنت کو جہاں سے اسد اللہ سدھارے

زخمی ہوئے جو حیدرِ صفدر نماز میں
شمشیرِ ظلم چل گئی سر پر نماز میں
گلگوں ہوئی جبینِ منور نماز میں
سر تا قدم لہو سے ہوئے تر نماز میں
اکیسویں شب آئی کہ موت آئی ہے ستم
دردا ہوا علی کو سوا کرب دمبدم
تکیہ سے اٹھ سکا نہ سر ایسا بڑھا ورم
فرمایا آج شب سے چراغِ سحر ہیں ہم
صدمہ ہوا یہ سن کے صغیر و کبیر کو
زخمی کیا ہے مومنوں کے دستگیر کو
شہزادیوں نے ماتمِ شاہِ عرب کیا
حضرت نے سب کو بہرِ وصیت طلب کیا

لیتے تھے کروٹیں جو علی کہہ کے آہ آہ
سب چپ کھڑے تھے رنج سے تھیں حالتیں تباہ
رومالِ زخم سر پہ ہلاتا تھا کوئی ماہ
لپٹا کے سینے سے سرِ زینبؑ کو روئے شاہؑ
ام البنین دوڑیں یہ عباسؑ سے کہا
بیٹا چلو سبھوں کو بلاتے ہیں مرتضیٰ
یوں آئیں لیکے ساتھ قیامت ہوئی بپا
اپنا بھی سر برہنہ پسر بھی برہنہ پا
تھا حال غیر امامِ فلک احتشام کا
چوما گلا حسین علیہ السلام کا
منہ پر ملی تھی خاک تیما نہ جامہ تھا
بر میں قبا سیاہ تھی کالا عمامہ تھا

فرما چکے جو سب کو وصیت امامِ دیں
عباسؑ کو گلے سے لگایا دعائیں دیں
بولے سوا ہیں عمر میں شبیرؑ شک نہیں
انکا رہے خیال مگر میرے مہ جبیں
ان میں نہ ہو قصور وفا کے جو کام ہیں
ہشیار تم حسینؑ سے اب ہم تمام ہیں

عباسؑ سے یہ کہتے ہی چپ ہو گئے علیؑ
تکبیر غش میں حیدرِ کرارؑ نے کہی
زینبؑ ہوئیں یتیم قضا مرتضیٰؑ نے کی
وا حسرتا کہ جان بدن سے نکل گئی
دونوں جہاں کے مالک و مختار مر گئے
آئی ندا کہ حیدرِ کرارؑ مر گئے

در پر یہ تھا ہجوم کہ تھی بند ساری راہ
گھر میں وہ حشر تھا کہ ٹھہرتی نہ تھی نگاہ
عباسؑ کو لئے ہوئے ام البنینؑ آہ
فرما رہی تھیں پہنے ہوئے پیرہن سیاہ
میں ڈھونڈتی ہوں فاطمہؑ کے نورِ عین کو
لوگو کدھر ہیں جلد بتاؤ حسینؑ کو

بیٹھے تھے خاک پر سرِ بالینِ مرتضیٰؑ
بیٹے کا ہاتھ ہاتھ میں شبیرؑ کے دیا
یہ کہہ کے پاؤں پر جو پسر کو گرا دیا
بولے حسینؑ آپ نے حضرت یہ کیا کِیا
مادر ہیں آپ اور یہ باعث ہے چین کا
عباسؑ تو ہے قوت بازو حسینؑ کا

اے روزہ دارو آہ و بکا کے یہ روز ہیں — سر پیٹو مومنو سرِ حیدرؑ ہوا دو نیم
سادات پر نزولِ بلا کے یہ روز ہیں — ایماں کے برج کا مہِ انور ہوا دو نیم
سرتاجِ اوصیا کی عزا کے یہ روز ہیں — سونچو تو فرق شاہ کا کیونکر ہوا دو نیم
تم سے وداعِ شیرِ خدا کے یہ روز ہیں — لکھا ہے مغز تک سرِ اطہر ہوا دو نیم

زخمی ہوا امام تمہارا نماز میں — زہراؑ نے بال کھولے نبیؐ ننگے سر ہوئے
ظالم نے روزہ دار کو مارا نماز میں — تم بے امامؑ اور حسنؑ بے پدر ہوئے

کس وقت میں بہایا ہے کرار کا لہو — لکھا ہے جب دو نیم ہوا فرقِ مرتضیٰ
بچے بچے مدینہ دور کمیں گاہ میں عدو — سدرے سے جبرائیلؑ کے رونے کا غل اٹھا
کل چار پانچ سال کے سجادؑ نیک خو — پھینکی سروں سے زینبؑ و کلثومؑ نے ردا
دادا کے دل میں پوتے کے مکتب کی آرزو — چلا کے بھائیوں کو پکاریں غضب ہوا

کم سن کئی یتیم شہِ دادرس کے ہیں — سنتے ہو جبرائیلؑ نے اُسوقت کیا کہا
عباسِؑ نامدار ابھی نو برس کے ہیں — وہ بولے پیٹ کر قتل المرتضیٰ کہا

دوڑے یہ کہکے جانبِ مسجد وہ نیک ذات
ڈوبی ہوئی لہو میں ملی کشتیء نجات
ماتھے پہ خون باپ کا مل کر کہی یہ بات
ہے ہے اٹھایا قبلہ و کعبہ پہ کس نے ہاتھ
رلوایا نانا جان کو دارالسلام میں
بن باپ کا کیا ہمیں ماہِ صیام میں

ناگاہ نمازیوں کا گروہ آیا ننگے سر
حیدرؑ نے مجتبیٰ سے کہا آنکھ کھول کر
پڑھواؤ تم نماز جماعت کی اے پسر
ہم بیٹھے بیٹھے پڑھتے ہیں اپنے مقام پر
لیکن جبیں کے زخم پہ رومال باندھ دو
میرا سرِ شگافتہ اے لال باندھ دو

پڑھوا کے پھر نماز جماعت کی مجتبیٰ
بابا کے سر پہ پڑھنے لگے آیہء شفا
ناگاہ آکے یہ کسی عورت نے دی ندا
زہراؑ کے پیارو تم سے یہ زینبؑ نے ہے کہا
بابا کو میرے جلد جو گھر میں نہ لاؤ گے
تو سر برہنہ مجھ کو بھی مسجد میں پاؤ گے

بولے علیؑ حواس ابھی سے بجا نہیں
زینبؑ سے کہدو کوفہ ہے یہ کربلا نہیں
میں بے دیار بیکس و بے آشنا نہیں
شیعہ ہیں گرد نرغہء اہلِ جفا نہیں
پردے سے ننگے سر تو ابھی کیوں نکلتی ہے
کیا حلق پر حسینؑ کے تلوار چلتی ہے

اے دوستو حیدرؑ کی شہادت کا بیاں ہے

ماتم کی ہے یہ فصل کہ ماہِ رمضاں ہے
کہرام کہیں ہے کہیں محشر کا سماں ہے
ملتے ہیں فلک عرش پہ بھی شورِ فغاں ہے

سر پیٹو کہ مسجد میں گرا تاجِ امامت
تربت سے نکل آئی ہیں خاتونِ قیامت
وہ صبح شبِ قدر وہ ہنگامِ عبادت
روزے پہ وہ روزہ وہ سرِ پاک پہ ضربت

جبریلؑ بھی بیتاب ہیں استاد کے غم میں
احمدؐ بھی بکا کرتے ہیں داماد کے غم میں
جلاد نے کس وقت ستایا ہے علیؑ کو
محرابِ عبادت میں غش آیا ہے علیؑ کو

مسجد میں قیامت ہوئی شیعوں کی بکا ہے
روتے ہوئے جب آئے محمدؐ کے نواسے
لپٹے کبھی شیعوں سے کبھی شیرِ خدا سے
باندھا کبھی رومال سرِ شاہِ ہدیٰ سے

یہ سن کے جو چونکے تو کہا ہم کو اٹھاؤ
بیٹوں نے اٹھایا تو کہا بھیڑ ہٹاؤ
شبرؑ میرے شیعوں کو نماز آج پڑھاؤ
شبیرؑ ہم اچھے ہیں تم آنسو نہ بہاؤ

چلائے یہ کیا رنگ ہو جاتا ہے بابا
تھمتا ہے نہ خون اور نہ ہوش آتا ہے بابا
کیا فائدہ اشکوں سے جو منہ دھووگے بیٹا
بھر جائیگا کیا زخم جو تم روؤ گے بیٹا

افسوس کہ حیدرؑ نہ ہوئے دشتِ بلا میں
القصہ کہ سادات جو گھبرائے حرم میں
جب حضرتِ شبیرؑ تھے فریاد و بکا میں
اغلب تھا کہ زینبؑ کو غش آجائے حرم میں
بھائی کے الم میں کبھی بیٹے کی عزا میں
فرزندِ حزیں لاشِ پدر لائے جو حرم میں
گہ پیٹتے آئے حرمِ شیرِ خدا میں
کس شان سے ضرغامِ خدا آئے حرم میں
کوئی نہ یہ کہتا تھا کہ جاں کھوتے ہو شبیرؑ
سبطینِ نبیؐ آپ کا سر تھامے ہوئے تھے
کیا دل پہ گزرتی ہے جو یوں روتے ہو شبیرؑ
عباسؑ علمدار کمر تھامے ہوئے تھے

لاکر شہِ مرداں کو جو حجرے میں لٹایا
پھر لائے جو قاتل کو شہِ دیں کے ہواخواہ
اِس درجہ بڑھا ضعف کہ آخر کو غش آیا
اُس وقت ذرا ہوش میں تھے سیدِ ذیجاہ
سر پیٹ کے تب زینبؑ مضطر نے سنایا
رونے لگا وہ شُوم تو حضرت نے بھی کی آہ
کیا آپ پہ گزری نہ یہ بیٹی کو بتایا
فرمایا کہ ہاتھ اس کے ابھی کھولدو للہ

نسیم امروہوی

گھر آنے نہ پائے تھے کہ غش کر گئے بابا
کھلوائیں علیؑ دستِ نجس اہلِ ستم کے
اِس آپ کے صدمے سے تو ہم مر گئے بابا
کیا قہر ہے رسی میں بندھے ہاتھ حرم کے

اے دوستو حیدرؑ کی شہادت کا بیاں ہے
آخر شہِ مرداں کی شہادت کی شب آئی

ماتم کی ہے یہ فصل کہ ماہِ رمضاں ہے
سادات پہ آفت کی مصیبت کی شب آئی

کہرام کہیں ہے کہیں محشر کا سماں ہے
اکیسویں تاریخ وہ رحلت کی شب آئی

ملتے ہیں فلک عرش پہ بھی شورِ فغاں ہے
خاتونِ قیامت پہ قیامت کی شب آئی

جبریلؑ بھی بیتاب ہیں استاد کے غم میں
رخصت کیا ایک ایک کو ضرغامِ خدا نے

احمدؐ بھی بکا کرتے ہیں داماد کے غم میں
نائب کیا شبرؑ کو شہِؑ عقدہ کشا نے

فرمایا کہ نانا کی امانت سے خبردار
اے لال یہ اجڑی ہوئی سرکار سنبھالو

اسلام سے قرآں سے شریعت سے خبردار
لو اے میرے جانی میرے معصوموں کو پالو

کُل احمدِ مختارؐ کی دولت سے خبردار
بیٹا میری زینبؑ کو کلیجے سے لگالو

مخدومہء کونین کی عترت سے خبردار
لو سب یہ بزرگوں کے تبرک ہیں اٹھالو

زینبؑ کسی صدمے سے کبھی رونے نہ پائے
جو کچھ تھا میرے پاس وہ تم کو ہی دیا ہے

پیارے میرے شبیرؑ کو غم ہونے نہ پائے
بس ایک علم احمدِ مختارؐ رہا ہے

شبرؑ نے کہا وہ بھی عطا کیجئے بابا — پھر حضرتِ شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا
فرمایا کہ یہ آپکا حصہ نہیں بیٹا — عباسؑ بھی آئے علمِ سبز بھی آیا
مالک ہیں حسینؑ اسکے وہ دینگے تو ملیگا — پہلے تو انہیں بھائی کے قدموں پہ جھکایا
عباسؑ کو بلواؤ یہ منصب ہے اُسی کا — پھر فاطمہؑ کے لال کو روکر یہ سنایا

میں سامنے اپنے اُسے عہدہ یہ دلادوں — پیارے کو میرے جعفرِ طیار بنادو
شبیرؑ کے لشکر کا علمدارؑ بنادوں — شبیرؑ کے لشکر کا علمدار بنادو

یہ سُن کے نشاں شاہِ شہیداں نے اٹھایا — چلاتی ہیں زینبؑ کہ نہ غم دیجئے بابا
عباسِؑ وفادار کو روکر یہ سنایا — پھر آیئے تھوڑی سی دوا پیجئے بابا
لو بھائی تمہیں ہم نے علمدارؑ بنایا — ماہِ رمضاں میں نہ سفر کیجئے بابا
لے کر وہ علم جب سرِ تسلیم جھکایا — عید آئی دوگانہ تو پڑھا دیجئے بابا

نسیم امروہوی

کاندھے پہ نشاں دیکھ کے غش کر گئے حیدرؑ — کیا داغِ الم کوفیوں کے دل پہ دھروگے
ہے ہے میرے پیارے کہا اور مر گئے حیدرؑ — صدقے گئی عید اب کے مدینے میں کروگے

ایماں کی جان کیا ہے محبت علیؑ کی ہے
راحت جو قبر کی ہے وہ الفت علیؑ کی ہے
سائل بکف ہیں سب وہ سخاوت علیؑ کی ہے
قاتل کو دی اماں وہ مروت علیؑ کی ہے

انیسویں سے آپکا ماتم ہے یاعلیؑ
خوں ہوگئے دلوں کا یہ عالم ہے یاعلیؑ
دفتر جہاں کا درہم و برہم ہے یاعلیؑ
ماہِ صیام ماہِ محرم ہے یاعلیؑ

عادل ہو پیشوا ہو مدارالمہام ہو
گر ہو نبیؐ کے بعد تو ایسا امام ہو

مولا کی نذر کو گوہرِ اشک لائے ہیں
یہ روزہ دار آپکے پرسے کو آئے ہیں

مولا شگفتہ ہوا سجدے میں سر تیرا
سید تباہ ہوگیا کوفے میں گھر تیرا
سرور الم دلوں کو ہے شام و سحر تیرا
آقا انہیں دنوں میں ہوا تھا سفر تیرا

گھر میں خدا کے قتل ہوا روضہ دار ہائے
ہے ہے امام ہائے شہِ ذوالفقار ہائے
اے خانہ زادِ حق شہِ طاعت گزار ہائے
مولد حرم میں ہے تو نجف میں مزار ہائے

عالم سے بے خبر تھے خضوع و خشو میں
تلوار جب لگی تھی جھکے تھے رکوع میں

یہ بندگی نثار جنابِ امیرؑ کے
نکلے تو گھر سے مر کے خدائے قدیر کے

لایا تھا زہر میں وہ جفا جو بجھا کے تیغ   شیرِ خدا جو ہاتھوں سے تھامے تھے اپنا سر
مولا گرے ذمیں پہ سجدے میں کھا کے تیغ   خوں دونوں کہنیوں سے ٹپکتا تھا خاک پر
کھائی خدا کے شیر نے گھر میں خدا کے تیغ   بھاگا جو ابنِ ملجم ملعون و بد سیر
غل پڑ گیا کہ سر پہ لگی مرتضےٰ کے تیغ   پکڑا اُسے علیؑ کے محبوں نے دوڑ کر

گہرا ہے زخم فرقِ امامِ حجاز پر   لائے جو ہاتھ باندھ کے مولا کے سامنے
سر سے ٹپک رہا ہے لہو جانماز پر   قاتل پہ مسکرا کے نظر کی امامؑ نے

فرمایا میں نے کونسی کی تھی تیری خطا
پاداش نیکیوں کی یہی ہے جہاں میں کیا
کیا میں برا امامؑ تھا اے بانیء جفا
رویا جو سر جھکا کے تو مولا نے یہ کہا

اِس درد میں بھی سب کے مرض کی دوا ہیں ہم
باندھو نہ اِسکے ہاتھ کہ مشکلکشا ہیں ہم

جب داخلِ بہشت رسولِ خدا ہوئے
یعنی جہاں سے راہیٔ ملکِ بقا ہوئے
محزون و دل ملول شہِ لافتیٰ ہوئے
سبطینؑ غم میں نانا کے صرفِ بکا ہوئے
صدمہ ہر ایک کو تھا جنابِ رسولؐ کا
پر حال غیر سب سے سوا تھا بتولؑ کا

گاہے علیؑ سے کہتی تھی رو کر وہ دردناک
والی نبیؐ کو تم نے سلایا بزیرِ خاک
کیونکر چھپایا قبر میں تم نے وہ روئے پاک
ہے ہے پدر ہلاک ہو بیٹی نہ ہو ہلاک
اتنا تو کہتے پائتی کس کو سلاؤگے
پوچھا تو ہوتا فاطمہؑ کو کب بلاؤگے

اک روز جبرئیلؑ نے زہراؑ سے یہ کہا
نزدیک ہے وصال جدائی کا غم نہ کھا
مژدہ قضا کا سنتے ہی سجدہ کیا ادا
بولیں ہزار شکر ملا دل کا مدعا
سرخی سی مردنی کے عوض رخ پہ چھا گئی
جنت میں جانے کیلئے طاقت بھی آ گئی

دولت سرا میں آئیں جو پھر اشرف النساؑ
پھیلائے کرتے بچوں کے دھو کر جدا جدا
تیار کی حسینؑ و حسنؑ کیلئے غذا
کھلوا کے بقچہ اپنا کفن سامنے رکھا
کافور خلد کا جو دیا تھا رسولؐ نے
وہ رکھ لیا کفن میں جنابِ بتولؑ نے

روکر کبھی حسن کو گلے سے لگالیا
آغوش میں حسین کو گاہے بٹھالیا
رخصت کیا کسی کو کسی کو بلالیا
پڑھنے کے واسطے کبھی قرآں اٹھالیا
روکر کہا قریب جدائی کی رات ہے
لو الوداع کہ آج ہماری وفات ہے

ہے آرزو کہ قبر میں مجھکو حسن لٹائے
شبیرؑ میرے مردے کا منہ قبلے کو پھرائے
پھر خود کہا نہیں نہیں بچہ ہے ڈر نہ جائے
ناگاہ کھیلتے ہوئے دونو یتیم آئے
چھاتی لگاکے بولی کہ لو ہم تو مرتے ہیں
تم سے سلوک دیکھئے کیا لوگ کرتے ہیں

بیٹوں کا ہاتھ ہاتھ میں زینبؑ کے پھر دیا
زینبؑ پکاری خیر ہے اماں یہ کیا کِیا
یہ شیرِ حق کے شیر ہیں دُکھیا شکستہ پا
عادل کی بیٹی ہو تمھیں انصاف ہے روا
لازم تھا سونپنا مجھے ایک ایک بھائی کو
بیٹے سپرد کرتی ہو تم اپنی جائی کو

لیکر بلائیں بیٹی کی زہراؑ نے یہ کہا
روتی تو ہوں زیادہ نہ زینبؑ مجھے رُلا
کچھ بھائیوں کے سونپنے کا سمجھی مدعا
تو انکی رونے والی ہے زہراؑ تیرے فدا
کیا بس میرا جو مرضیء پروردگار ہے
زینبؑ تمام کنبے کی تو سوگوار ہے

القصہ جب جہاں سے اُٹھے شاہِ دو جہاں
ہر دم تڑپ کے فاطمہؑ کرتی تھیں یہ بیاں
بیٹی پہ گھر کو چھوڑ کے بابا گئے کہاں
تنگ آئے سارے اہلِ محلّہ یہ کی فغاں
غم میں نبیؐ کے صاحبِ آزار ہوگئیں
آخر جنابِ فاطمہؑ بیمار ہوگئیں

راوی بیان کرتا ہے یاں سے بصد بکا
بس رفتہ رفتہ سیدہ کا عارضہ بڑھا
پھر صاحبِ فراش ہوئی وامصیبتا
طاقت رہی نہ جسمِ مبارک میں مطلقہ
ایسا بڑھا مرض کہ اجل سر پہ آگئی
اک روز مردنی رخِ زہراؑ پہ چھاگئی

زینبؑ سرہانے بیٹھ کے کرنے لگی بکا
ہے ہے میں کیا کروں میری اماں کو کیا ہوا
جھک جھک کے اضطراب سے دیتی تھیں یہ صدا
لی مجھ سے نزع میں بھی نہ خدمت یہ کیا کِیا
کیا جانے روح جسم سے کیوں کر نکل گئی
اماں تمہارے چہرے کی رنگت بدل گئی

اٹھیے سبھوں کو پاس بلاکر بٹھایئے
کیا نوش کیجیے گا میں لاؤں بتایئے
بھائی گئے ہیں دیر سے اُن کو بلایئے
رونے کو قبرِ احمدِؐ مرسل پہ جایئے
ایسی بھی نیند ہوتی ہے بیدار ہوئیے
گھر ہے اداس بیٹھیے ہشیار ہوئیے

شہزادے آئے اتنے میں باہر سے دردناک — تا دیر آکے شیرِ خدا نے بکا کیا
دل ہوگیا حسینؑ کا صدمے سے چاک چاک — اسما کو غسل دینے کی خاطر بلالیا
دوڑے حسنؑ ملے ہوئے اپنی جبیں پہ خاک — کفنائی لاش رنج سے خونِ جگر پیا
بولے علیؑ سے ہوگئے ہم جیتے جی ہلاک — تابوت لاکے صحن میں حیدرؑ نے رکھدیا

جو قہر ہوگیا وہ کہیں کس زبان سے — روکر پکارے لالہ عزارو گلے ملو
بابا چلو کہ اٹھ گئیں اماں جہان سے — لوآؤ ماں سے اے میرے پیارو گلے ملو

مل لو کہ پھر بتولؑ کہاں اور تم کہاں — لرزے میں تھا زمیں کا بدن حشر تھا بپا
لپٹے گلے سے لاش کے دونو وہ خستہ جاں — ناگاہ ایک سمت سے آنے لگی صدا
تھرائی لاش فاطمہؑ زہرا کی ناگہاں — بیٹوں کو ماں سے جلد کرو یا علیؑ جدا
کھل کھل کے بند ہاتھ کفن سے ہوئے عیاں — مرقد میں بیقرار ہیں محبوبِ کبریا

ماں سے اخیر ملنے میں دونو جو ساتھ تھے — گرتا ہے پھٹ کے چرخِ بریں کو سنبھال لو
گل سے گلوں میں فاطمہ زہراؑ کے ہاتھ تھے — ان کے گلوں سے مردے کی باہیں نکال لو

بابا کو روتے روتے جو زہرا گزر گئی
غل پڑ گیا کہ بنتِ نبیؐ کوچ کر گئی
فاقوں کے رنج سہہ کے حضورِ پدر گئی
محبوبِ کبریا کی عزادار مر گئی

سبطین گھر میں آئے جو بیتاب و بیقرار
اسما سے پوچھنے لگے اماں کا حالِ زار
وہ بولی نیند آ گئی ہے شکرِ کردگار
کھانا تو جلد کھا لو کہ بھوکے ہو میں نثار

اٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے
آلِ نبیؐ کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے

بولے کہ چین دیگا زمانہ تو کھائیں گے
اماں ہمیں کھلائیں گی کھانا تو کھائیں گے

یہ سن کے بیقرار ہوئی وہ جگر فگار
چادر زمیں پہ پھینک کہ چلائی بار بار
بچے ہیں ان کو صبر دے اے میرے کردگار
اب وہ کھلانے والی کہاں تم پہ میں نثار

پھر تو علیؑ کے گھر میں قیامت بپا ہوئی
تازہ بلا میں آلِ نبیؐ مبتلا ہوئی
ماتم پہ ماتم اور عزا پر عزا ہوئی
غل تھا رسولِ پاکؐ پہ زہراؑ فدا ہوئی

پیارو تمہاری پالنے والی گزر گئی
کھاؤ گے کس کے ہاتھ سے اماں تو مر گئی

سب رو رہے تھے بنتِ رسولؐ قدیر کو
بچوں کو ہوش تھا نہ جنابِ امیرؑ کو

شیرِ خدا تھے مضطر و مغموم ایک طرف
سر پیٹتی تھیں زینبؑ و کلثوم ایک طرف
پکڑے تھے دل کو سیدِ مسموم ایک طرف
بسمل تھے خاک پر شہِ مظلوم ایک طرف
حیدرؑ قریب آئے تو اک خط نظر پڑا
تڑپے کچھ اسطرح سے عمامہ گر پڑا

لکھا تھا یہ کہ آخری مجرا قبول ہو
یا شاہ تم وصیِ جنابِ رسولؐ ہو
صدقہ حضور کا میرا مقصد حصول ہو
منہ سے نہ کہہ سکی کہ حزین و ملول ہو
میری وصیتیں نہ فراموش کیجیو
اول یہ ہے کہ آپ مجھے غسل دیجیو

دوئم یہ ہے کہ شب کو جنازہ اٹھائیو
مردے کا سایہ بھی نہ کسی کو دکھائیو
یاں تک کہ قبر بھی نہ کسی کو بتائیو
کتنی جگہ نشان لحد کا بنائیو
سوئم یہ ہے پاس یتیموں کا کیجیو
شفقت سے بولیو کبھی گھڑکی نہ دیجیو

گر میرے بعد بیاہ کریں شاہِ حق شناس
بچے ملول ہوں نہ میری بیٹیاں اداس
کھانے کا یہ طریق ہو اے شاہِ نیک اساس
اک روز اُسکے پاس تو اک روز اِن کے پاس
آقا میرے حسینؑ کی شادی رچائیو
دولھا بنا کے میری لحد پر بھی لائیو

بابا کو روتے روتے جو زہرا گزر گئی
غل پڑ گیا کہ بنتِ نبیؐ کوچ کر گئی
فاقوں کے رنج سہہ کے حضورِ پدر گئی
محبوبِ کبریا کی عزادار مر گئی
اٹھارویں برس نے یہ آفت دکھائی ہے
آلِ نبیؐ کو چرخ نے لوٹا دہائی ہے

حسبِ وصیت آپ نے غسل و کفن دیا
ناگاہ بارگاہ میں یہ شور و غل ہوا
رخصت کرو کہ جاتی ہیں احمدؐ کی دلربا
سبطین نے لپٹ کے کہا وا مصیبتا
کس بات پر غریبوں سے منہ موڑ کر چلیں
کیوں اماں جان کس پہ ہمیں چھوڑ کر چلیں

نانا کا ذکر رو کے پھر اک بار کرتی جاؤ
ماتم رسولؐ کا با دلِ زار کرتی جاؤ
پھر تازہ یادِ سیدِ ابرارؐ کرتی جاؤ
چھاتی سے پھر لگا کے ہمیں پیار کرتی جاؤ
یہ سنتے ہی دکھا دیئے رتبے رسولؐ کے
نکلے کفن سے ہاتھ جنابِ بتولؑ کے

بچوں سے یوں لپٹ گئی احمدؐ کی دلربا
جیسے بہن سے لاشۂ مظلومِ کربلا
ناگاہ ندا یہ آئی کہ اے شاہِ لافتیٰ
حشر آئیگا چھڑاؤ انہیں بہرِ کبریا
بچوں سے اپنے بنتِ پیمبرؐ جدا ہوئی
پر زینبؑ اپنے بھائی سے کیونکر جدا ہوئی

اس حرف سے سمجھ لیں یہ خود عاشقانِ شاہ
ذرہ تھا دستِ شمرِ ستمگر میں آہ آہ
اب فاطمہؑ کو روئیں پیمبرؐ کے خیر خواہ
روتے ہیں یوں حسینؑ کہ اللہ کی پناہ
کوئی نہیں شریک وصیِ رسولؐ کا
تنہا چلے ہیں لیکے جنازہ بتولؑ کا

میت کے ساتھ لونڈیاں بھی ننگے سر چلیں
ننھی سی دونوں بیٹیاں بھی نوحہ گر چلیں
کہتی ہوئی یہ زینبؑ خستہ جگر چلیں
ہے ہے اندھیری رات میں اماں کدھر چلیں
راتوں تڑپ تڑپ کے میں آنسو بہاؤنگی
اتنا تو کہتی جاؤ کہ جلدی پھر آؤنگی

تحریر کا یہ پاس کیا بوترابؑ نے
زہراؑ کو شب میں دفن کیا دل کباب نے
غیروں سے قبر کو بھی چھپایا جناب نے
پر کیا عوض لیا فلک بے حجاب نے
یوں زینبؑ حزیں سے جہاں کی نظر پھرے
مادر تو شب کو دفن ہو یہ ننگے سر پھرے

دنیا سے آج رحلتِ بنتِ رسولؐ ہے
دستِ اجل میں عصمتِ کبریٰ کا پھول ہے
قبرِ نبیؐ لرزتی ہے یثرب ملول ہے
حسنینؑ و مرتضٰیؑ سے وداعِ بتولؑ ہے
پٹی سے لگ کے زینبؑ و کلثومؑ روتی ہیں
اِس کمسنی میں بچیاں بن ماں کی ہوتی ہیں

زینبؑ کا حال یہ ہے کہ آنسو تو ہیں رواں — زینبؑ کی بھولی باتوں پہ مضطر تھے مرتضٰےؑ
کلثومؑ کو بھی دیتی ہیں پیہم تسلیاں — اسماء نے بچیوں کو گلے سے لگالیا
فرمارہی ہیں چھوٹی بہن سے کہ میری جاں — چپکے کھڑے تھے لاش کی بالیں پہ مجتبٰیؑ
رہتی نہیں جہاں میں ہمیشہ کسی کی ماں — اور سر رکھا تھا قدموں پہ ماں کے حسینؑ کا

بے بس تھیں ہم کو چھوڑ کے اماں چلی گئیں — سب رو رہے تھے دیکھ کے میت بتولؑ کی
اللہ نے بلالیا اماں چلی گئیں — دنیا سے اٹھ رہی تھی نشانی رسولؐ کی

میت کے پاس بیٹھ کے بولے یہ مرتضٰےؑ — بچے ہٹے تو حجرے کا در بند ہوگیا
بچو سنبھالو دل کو کہ یہ صبر کی ہے جا — میت کو غسل دینے لگے شاہِ لافتیٰ
اب اہتمام کرنا ہے میت کے غسل کا — ناگاہ علیؑ کی چیخ سے تھرّاگئی فضا
اسماء کے ساتھ صحن میں جاؤ پدر فدا — اسماء تڑپ کے بولیں کہ ہے ہے یہ کیا ہوا

تعمیل ہو وصیتِ بنتِ رسولؐ کی — حیدرؑ کی جا ہے صبرِ علیؑ بھی تڑپ اٹھا
انجام دیں ہم آخری خدمت بتولؑ کی — کیا ایسی بات دیکھ لی کیوں جی تڑپ اٹھا

روکر کہا علیؑ نے کہ ممکن نہیں بیاں
منظر وہ ہے کہ دیکھ کے دل غم سے ہے تپاں
یہ جسمِ پاک اُس پہ یہ زخموں کی بدھیاں
یہ ظلم بے پناہ کہ اللہ کی اماں

زخموں سے خوں رسا ہے جو بنتِ رسولؐ کا
چپکا ہوا ہے جسم سے کرتا بتولؑ کا

بیٹی اِسے زہراؑ نے بڑے دکھ سے ہے پالا
ہے روح میرے جسم کی یہ گیسوؤں والا
سمجھی اسے آنکھوں کی ضیاء گھر کا اجالا
حجرے سے کبھی گرم ہوا میں نہ نکالا

سوئی ہوں تو پہلے اِسے سینے پہ سُلا کر
چکی بھی جو پیسی ہے تو گودی میں لٹا کر

جب خلق سے وقتِ سفرِ فاطمہؑ آیا
تب زینبؑ و شبیرؑ کو پاس اپنے بلایا
روئی بہت اور دونوں کو سینے سے لگایا
زینبؑ کے دیا ہاتھ میں ہاتھ اور یہ سنایا

اے زینبِؑ بیکس میری دولت سے خبردار
محبوبِ الٰہی کی امانت سے خبردار

اے لاڈلی اِس لال کا دشمن ہے زمانہ
شبیرؑ کو میرے نظرِ بد سے بچانا
تکلیف بھی سہہ لیجیو ایذا بھی اٹھانا
صدقے گئی مادر کی وصیت نہ بھلانا

ہر رنج میں اِس بھائی کے کام آئیو زینبؑ
جائے یہ جدھر ساتھ چلی جائیو زینبؑ

یہ خیر سے جس سال لگے گھٹنیوں چلنے
میں چھوٹے سے تلووں کو لگی آنکھوں سے ملنے
دی طاقتِ رفتار جو خلاقِ ازل نے
یہ نامِ خدا تب لگے اٹھ اٹھ کے سنبھلنے
ہر گام پہ سائے کیطرح ساتھ پھری ہوں
ٹھوکر بھی جو کھائی ہے تو میں ساتھ گری ہوں

یوں سوچ کے پھر بولی کہ اے زینبؑ ناچار
ان باتوں کو میری نہ بھلانا تو خبردار
کہہ یہ تو کہ اولاد اگر تجھے غفار
اور ہو میرا شبیرؑ مصیبت میں گرفتار
احسان کرے کیا تو حسینؑ ابنِ علیؑ پر
وہ بولی میں صدقے کروں بیٹوں کو اخی پر

زہراؑ نے کہا بس یہی میری ہے تمنا
اے بیٹی میں خوش تجھ سے چلی دودھ بھی بخشا
پھر رو کے یہ حیدرؑ سے مخاطب ہوئی زہراؑ
اب آپ سے ہے یہ سخن آخری میرا
میں قبر میں پھاڑوں گی گریبانِ کفن کو
تکلیف نہ ہو میرے حسینؑ اور حسنؑ پر

پھر روئی بہت ملکے گلے بیٹوں سے زہراؑ
فرمایا تمھیں دولھا بنے آہ نہ دیکھا
فضہ سے کہا قبرِ نبیؐ پر انہیں لیجا
روئیں نہ میرے سامنے یہ اِن کو تو بہلا
اے فضہ کبھی رنج انہیں ہونے نہ دینا
پیاروں کو میرے مردے پہ بھی رونے نہ دینا

یہ کہہ کے کیا بند درِ حجرۂ اطہر
سب خورد و کلاں رونے لگے آ نکلے باہر
آواز سنی کلمۂ طیب کی مکرر
پھر کچھ نہ صدا آئی کہا سب نے یہ رو کر

خورشیدِ آسمانِ ادب کا طلوع ہے
وصفِ جنابِ فاطمہؑ زہرا شروع ہے
طبعِ سلیم وقتِ خضوع و خشوع ہے
اے قلب قلبِ عصمتِ مریم رجوع ہے

لو اٹھ گئی دنیا سے نشانی بھی نبیؐ کی
رحلت ہوئی بس آج رسولؐ مدنی کی

اے چشمِ پاک پردۂ مژگاں کو ڈال دے
مردم کو جلد اپنے مکاں سے نکال دے

کہتے ہیں جس کو شافعِ محشر وہ فاطمہؑ
ہے جو حسنؑ حسینؑ کی مادر وہ فاطمہؑ
بیٹے کہ جس کے آہ کٹا سر وہ فاطمہؑ
بیٹی کی جس کی چھن گئی چادر وہ فاطمہؑ

بیٹھے تھے اک روز نبی فاطمہ کے پاس
تھا آفتابِ رُوئے رسولِ خدا اداس
جھک کر کہا بتول سے کیوں میری حق شناس
شبرؑ پیئے گا زہر سہے گا حسینؑ پیاس

کیا کیا مصیبتیں سہیں امت کے واسطے
آئیں گی روزِ حشر شفاعت کے واسطے

جب مرتضٰے کو دیکھئے امت کا ذکر ہے
بیٹی تمہیں بھی کچھ میری امت کی فکر ہے

بولے رسولِ پاک بھلا کچھ سنیں تو ہم
گویا ہوئے یہ حضرتِ محبوب ذوالمنن
بولی کہ سنیئے بادشہ آسماں حشم
اس پر بھی گر زیادہ ہوئے جرمِ مرد و زن
اعمال ہائے نیک ہوئے وزن میں جو کم
رکھوگی کیا بتاؤ تو پھر میری کم سخن
میں ہونگی پاس آپکے شیعوں کو کیا ہے غم
بولی بتول بازوئے عباسِ صف شکن

سم ہے نصیب میں حسنؑ خوشخصال کے
یوں بھی گھٹیں گناہ جو نہ اہلِ قصور کے
رکھدونگی جلد لختِ جگر اپنے لال کے
رکھدے گی فاطمہؑ درِ دنداں حضور کے

ارشاد پھر یہ کرنے لگے سیدالبشر
فرمائے پھر یہ بیٹی سے شاہِ فلک جناب
پلّے نہ یوں بھی دونو برابر ہوئے اگر
یوں بھی جو کم ہوئے تو وہ بولی با اضطراب
آواز دی کہ رکھونگی زخمی علیؑ کا سر
اکبرؑ کی لاش رکھونگی اے مالک الرقاب
پوچھا جو یوں بھی کم ہوئے بولی کہ کیا خطر
پھر بولے یوں بھی کم ہوئے اس نے دیا جواب

ہر طرح فضلِ حق سے بچائے گی فاطمہؑ
اے بابا جاں مقام ہے یہ شوروشین کا
اصغرؑ کی لاش دوڑ کے رکھدیگی فاطمہؑ
رکھ دے گی بیٹی لاشہء بے سر حسینؑ کا

قصہ کنیزِ فاطمہؑ کرتی ہیں یہ بیاں
گھر سے ہوا جنازہ پیمبر کا جب رواں
بیٹھی کی بیٹھی رہ گئیں مخدومہء جہاں
اک ہفتہ رات بھر رہی حجرے میں نیم جاں

باہر سے مرتضےٰؑ گئے گھر میں جھکائے سر
منہ ڈھانپے رو رہی تھی اکیلی وہ خوش سیر
دینے لگے پیامِ عرب شاہِ بحروبر
گھبرا کے بولی ہائے کروں کیا میں بے پدر

دیکھا جو میں نے جھانک کے تو آنکھ بند ہے
آواز آہ آہ کی دل سے بلند ہے

قابو میں موت ہوئے تو مرجاؤں یا علیؑ
بابا کا سوگ لیکے کدھر جاؤں یا علیؑ

حیدرؑ کا اس بیان سے ٹکڑے ہوا جگر
بیت الحزن بنایا بقیعہ میں جلد تر
لکھا ہے ہاتھ تھام کے بیٹوں کا ہر سحر
واں جا کے رویا کرتی تھی دن بھر وہ نوحہ گر

ناگاہ آیا فاطمہؑ کا وقتِ انتقال
مسجد میں مرتضےٰؑ گئے محزون و خستہ حال
حجرے میں باپ کے گئی خاتونِ خوش خصال
اسماء سے بولی مظہرِ اسمائے ذوالجلال

شاہِ نجف چراغ چلے گھر سے جاتے تھے
سمجھا کے سوگوارِ پیمبر کو لاتے تھے

کافورِ خلد فاطمہؑ زہرا کے پاس لا
پانی ہمارے غسل کو لا اور لباس لا

حجرے میں غسل کرکے پڑھی آخری نماز
پھر تو ہر اک محلے میں محشر بپا ہوا

سجدے میں سر جھکا کے کہے اپنے دل کے حال
اپنے پرائے دوڑے کہ ہے ہے یہ کیا ہوا

آواز ارجعی سے کیا حق نے سرفراز
فضہ پکاری سیدہ کا واقعہ ہوا

زہراؑ نے اپنے پاؤں کیئے قبلے کو دراز
حجرہ بتولِ پاک کا ماتم سرا ہوا

حوروں نے پھر بہشت میں برپا یہ غل کیا
چھاتی قلق سے دیکھنے والوں کی پھٹ گئی

پیٹو قضا نے شمع پیمبر کا گل کیا
منہ رکھ کے منہ پہ زہراؑ کے زینبؑ لپٹ گئی

لیکر بلائیں کہتی تھی بیٹی نثار ہو
اے میری فاقہ کش میری نادار اماں جاں

اماں میں ہول کھاتی ہوں تم ہوشیار ہو
اے میری بے دوا میری بیمار اماں جاں

بھیا زمیں پہ لوٹتے ہیں ہمکنار ہو
کعبے کی آبرو میری سردار اماں جاں

تم آنکھیں کھولدو تو سبھوں کو قرار ہو
اے میری صابرہ میری ناچار اماں جاں

ہے ہے یہ چپکے رہنے کی کیا بات ہوگئی
کیا جلد تر زمانہ ہوا انتقال کا

نانا کا فاتحہ نہ ہوا رات ہوگئی
ہے ہے ابھی تو سنِ تھا کُل اٹھارہ سال کا

تھا یاد میں نبی کی جو زہرا کا غیر حال
آنکھوں میں اٹھتے بیٹھتے آنسو تھے دل نڈھال
حیدر شریکِ غم تھے اور اطفال خوردسال
ان کے سوا کسی کو نہ تھا ان کا کچھ خیال

نوحہ پڑھا جو یاد میں بابا کی صبح و شام
لائے علیؑ کے پاس شکایت یہ خاص وعام
روتی ہیں رات دن جو بتولِ فلک مقام
دن بھر کے کام رات کی نیندیں ہوئیں حرام

روتی تھیں سر پٹک کے مزارِ رسول پر
ٹوٹی تھی ایک قیامتِ کبریٰ بتولؑ پر

کتنے ہی اس سے بڑھ کے بھی مغموم ہوتے ہیں
مرتے ہیں سب کے باپ کہیں یوں بھی روتے ہیں

سن کر مدینے والوں کا یہ دل شکن پیام
تھے صابر و حلیم مگر رو دیئے امام
جا کر حرم سرا میں سنائے جو یہ کلام
اک آہ بھر کے رہ گئیں بنتِ شہہِؑ انام

اس گفتگو کے بعد یہ معمول ہوگیا
تا شام گھر میں رہنے لگیں بنتِ مصطفیٰؑ
روئیں یہاں ضرور مگر گھونٹ کر گلا
پڑھ کر عشا بقیع میں آئیں بصد بکا

اتنا کہا حضور کچھ ان کے کبھی نہ تھے
میرے ہی باپ تھے وہ کسی کے نبیؐ نہ تھے

ماتم بھی ساری رات کیا اور بین بھی
سب روئے بیٹیاں بھی حسنؑ بھی حسینؑ بھی

واپس گئیں جو گھر تو ہوئیں صاحبِ فراش   تڑپا دیا جو دل کو تخیل نے ناگہاں
ابھرے تصورات و خیالاتِ دلخراش   تب مامتا کے جوش میں اٹھی غریب ماں
رحلت کرونگی میں تو جب اٹھے گی میری لاش   زلفیں سنواریں بچیوں کی بدلیں کرتیاں
بچوں کے ننھے ننھے جگر ہوں گے پاش پاش   جب چادریں اڑھائیں تو آنسو ہوئے رواں

سب بیٹیاں بھی بیٹے بھی آنسو بہائیں گے   بیٹوں کو روزِ عید کا جوڑا پہنا دیا
بکھرائیں گی وہ بال تو یہ خاک اُڑائینگے   گویا حسنؑ حسینؑ کو دولہا بنا دیا

رحلت سے فاطمہؑ کی تھا سب گھر میں شور وشین   ماتم کیا کسی نے تو پیٹا کسی نے سر
تڑپیں زمیں پہ زینبؑ و کلثومؑ کرکے بین   غش میں پڑا تھا کوئی تو کوئی تھا نوحہ گر
رو رو کے ماں کی لاش سے لپٹے حسنؑ حسینؑ   ناگاہ بوتراب کو اک خط پڑا نظر
مسجد میں آئے بال بکھیرے شہِ حنینؑ   مضموں پڑھا تو رونے لگے دھاڑیں مار کر

غل مچ گیا کہ ہائے مدینہ اجڑ گیا   نشتر تھا اہلِ دل کو یہ فقرہ بتولؑ کا
احمدؐ کے اہلبیتؑ میں کہرام پڑ گیا   یہ آخری سلام ہے بنتِ رسولؐ کا

فرمائشوں سے میں جو گریزاں رہی مدام
اب بھی بیان کرنے سے شرم آئی یا امام
دل کی یہ آرزو ہے کہ اے سرورِ انام
خود غسل دیں کنیز کو مولائے خاص و عام
بی بی کو غسل دے کے جو پہنا دیا کفن
بچوں کو بوتراب پکارے بصد محن
آؤ کہاں ہو زینبؑ و کلثومؑ خستہ تن
پیارے میرے حسینؑ دلارے میرے حسنؑ

بابا کا واسطہ مجھے دلشاد کیجیو
میرے حسینؑ کو کبھی رونے نہ دیجیو
صورت پھر اماں جان کی اک بار دیکھ لو
بنتِ نبیؐ کا آخری دیدار دیکھ لو

یہ سن کے روتے پیٹتے سب آئے نورِ عین
فضہؑ تڑپ گئی وہ کئے بچیوں نے بین
پیٹا حسنؑ نے سر کو مسلسل بہ شور و شین
لپٹے جو نعشِ پاک سے غش کھا گئے حسینؑ
شورِ بکا میں اور یہ محشر ہوا بپا
روتی تھیں کائنات وہ منظر بیاں ہو کیا
باہیں علیؑ نے جھک کے چھڑائیں بصد بکا
آیا جو ہوش رو کے پکارا وہ مہ لقا

مر کر بھی یہ دکھائی کرامت بتولؑ نے
باہیں گلے میں ڈال دی بنتِ رسولؐ نے
اماں حضور چھوڑ کے ہم کو کہاں چلیں
ہم بھی وہیں کو جائیں گے بی بی جہاں چلیں